خان آرزو سے منسوب ایک بیاض

عارف نوشاہی

برّصغیر میں فارسی شعر، ادبی تنقید، لغت نویسی اور تذکرہ نگاری کے حوالے سے سراج الدین علی خان آرزو(۱۱۶۹-۱۰۹۹ھ / ۱۷۵۶-۱۶۸۷ء)کانام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ان سب موضوعات پر ان کی تصانیف قابل قدر اور معتبر ہیں۔ماسواایک آدھ کتاب،ان کی تمام تصانیف کے نسخے دستیاب ہیں اور بعض طبع بھی ہو چکے ہیں۔ ایسے میں ان کی کسی ایسی تصنیف کا دریافت ہونا یا مل جانا، جو پہلے سے دستیاب نہ ہو، ظاہر ہے کس قدر اہم ہو سکتا ہے۔اس وقت ایک ایسی ہی بیاض، جسے آرزو سے منسوب کیا گیا ہے، زیر بحث ہے۔

پہلے ہمیں دیکھنا ہو گا آیا آرزو کی تصانیف میں کوئی بیاض بھی ہے؟ آرزو تذکرہ مجمع النفایس (سال تصنیف ۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۱ء) کے سبب تالیف میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک مدت تک دیوان، تذکرے، سفینے اور بزرگوں کی کتابیں مطالعہ کرتے رہے لیکن انھیں جو کچھ پسند آتا تھا یاد نہیں رکھ پاتے تھے۔ایک روز کسی دوست سے اس نسیانی کیفیت کا تذکرہ کیا تو دو تین روز بعد وہ دوست سادہ اوراق کی ایک ضخیم بیاض لے آئے اور آرزو کے حوالے کرتے ہوئے کہا آج کے بعد آپ اساتذہ کا جو کلام بھی انتخاب کریں گے، اس بیاض میں لکھیں گے۔ چناں چہ آرزو نے متوسطین اور متاخرین کے ایک سو دواوین کا انتخاب کیا۔ان میں سے بعض دواوین چالیس ہزار اشعار سے کم نہ تھے اور بعض پانچ سو ابیات سے زیادہ تھے۔ آرزو نے یہ سب اس بیاض میں اور کچھ دیگر اوراق پر نقل کیے۔ پھر خیال آیا کہ ان شاعروں کے اگر کچھ حالات بھی لکھ دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ چناں چہ کچھ تذکروں سے [جن کے نام آرزو نے لکھے ہیں] حالات کے ضمن میں جو کچھ پسند آیا، لکھ کر یہ کتاب مجمع النفایس نام سے تصنیف ہوئی۔ اصل مقصد اپنے دل پسند اشعار لکھنا تھا، حالات تو ایک ضمنی بات ہے۔[۱]

مجمع النفایس کے مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بات صاف ہے کہ آرزو نے اپنے ہاتھ سے ایک ضخیم بیاض تیار کی تھی۔ لیکن آرزو کے سوانح نگاروں نے اس بیاض کا الگ تصنیف کے طور پر کم ہی ذکر کیا ہے۔[۲]

ایک ہندوستانی مصنف دُلارے لعل نے اپنی فارسی تصنیف کنز الفوائد کے دیباچے میں یہ بات لکھی ہے کہ

* مصنف و محقق، ادارہ معارفِ نوشاہی، اسلام آباد

اسے سراج الدین خان آرزو کے ایک مسودے کے چند اوراق، بغیر دیباچے اور خاتمے کے ملے جو اُن کی تصنیف کردہ ایک ''جُنگ'' میں شامل تھے:

> اوراقی چند به طریق مسوده سراج وهاج،مشکوٰت گفت و گو،سراج الدین خان آرزو جمع آورده، اقسام حروف هجا را به طریق استقصا و استیعاب به عبارت بر مختصر به نظم کشیده، اگرچه دیباچه و خاتمه نداشت،لاکن شمول آن در جُنگ تالیفات مغفور ایشان، اغلب ظن آنست که از جناب ایشان باشد۔[3]

اس اقتباس میں جملے ''جُنگ تالیفات مغفور ایشان'' سے ظاہر ہے کہ دُلارے لعل کے سامنے آرزو کی بیاض تھی جس میں حروف تہجی کی اقسام کے بارے میں کوئی نظم درج تھی۔ چوں کہ اس نظم کا دیباچہ اور خاتمہ نہیں تھا کہ مصنف کا نام معلوم ہوتا اس لیے دُلارے لعل کا گمان ہے آرزو کی بیاض میں درج ہونے کی وجہ سے یہ نظم بھی انھی کی تصنیف ہوگی۔ دُلارے لعل کے بارے میں سر دست اتنا ہی معلوم ہے کہ ان کے ایک بڑے بھائی پیارے لعل تھے جنھیں اکبر شاہ ثانی (۱۲۲۱-۱۲۵۳ھ/۱۸۰۶-۱۸۳۷ء) نے ''راجہ'' کا خطاب دیا تھا۔ کنز الفوائد کی تصنیف میں پیارے لعل سے بھی استفادہ کیا گیا۔[4] مذکورہ جملے اور اقتباس سے ایک بات واضح ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے پہلے نصف میں آرزو کی ''جُنگ'' (بیاض) کا قلمی نسخہ دستیاب تھا۔

بیاض آرزو، نسخہ مجلس، تہران

کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، تہران میں مخطوطہ نمبر ۸۵۷۰۰ کو متعارف کرتے ہوئے اس کے فہرست نگار نے اسے ''جُنگ از سراج الدین علی خان بن حسام الدین اکبر آبادی متخلص بہ آرزو (م۱۱۶۹ھ)'' بتایا ہے۔[5] جُنگ، بیاض کو کہتے ہیں اور ہم اپنے مضمون میں یہی اصطلاح استعمال کریں گے۔ اس نسخے کا عکس انٹرنیٹ کی معروف ویب سائٹ www.archive.org پر دستیاب ہے اور راقم السطور نے وہیں سے لے کر اس کا مطالعہ کیا ہے۔

یہ نسخہ دو کالمی ہے اور خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ خط ہندی طرز کا صاف اور پختہ ہے جسے خوش خط بھی کہہ سکتے ہیں۔ شاعروں کے نام اور دیگر عنوانات سرخ روشنائی سے ہیں۔ نسخے کے زیادہ حصے میں جدول کشی کی گئی ہے، لیکن کچھ اوراق (۱۴۲تا۱۶۵) سادہ بھی ہیں۔ ورق ۱۴۱ کی پشت خالی چھوڑی گئی ہے، اس پر نہ کوئی تحریر ہے اور نہ ہی جدول کشی ہوئی ہے۔ نسخے میں دو لوحیں بھی ہیں، ایک لوح ابتدا میں ورق اب پر اور دوسری بابا فغانی کے کلام سے پہلے ورق ۱۱۳ب پر ہے، لیکن ان کی تذہیب نہیں کی گئی بلکہ ان کی خالی جگہ کو سیاہی سے بھر کر بدنما کر دیا گیا ہے۔ پہلی لوح کے ایک گوشے میں سبز رنگ کے مور کی تصویر بنائی گئی ہے۔ بیاض پر ورق شمار برّصغیر میں اردو عدد

نویسی کے مطابق ہے یعنی چار کو ۴ اور سات کو ۷ لکھا گیا ہے۔ لفظ میرزا کو عموماً مرزا کتابت کیا گیا ہے یہ بھی برّصغیر کا رائج املا ہے۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر اس لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس بات پر زور دیا جاسکے کہ نسخہ برّصغیر میں کتابت شدہ ہے۔ قدیم روش کے مطابق حرف گاف کو کاف کی طرح (بغیر کش کے) لکھا ہے۔ کاتب نے بعض مقامات پر پیوست نویسی سے کام لیا ہے جیسے "سراج الدینعلیخان" ملا کر لکھا ہے (ورق ۱۴۵الف)۔ اس سلسلے میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ایک ہی صفحے پر یہ الفاظ ملتے ہیں: آشیانرا، چشمیہاے بسکہ، داغہاے (ورق۱۸ب)۔ ورق ۱۷۰ب، ۱۷۱الف / ب پر درج اشعار بعد میں داخل کیے گئے ہیں۔ ورق ۱۷۱ب پر "خوش" تخلص کا صرف ایک شعر نقل ہوا ہے اور وہیں بیاض ختم ہو جاتی ہے، حالانکہ اسی ورق اور اگلے دو ورق پر بھی کاتب نے اس طرح کی جدول کشی پہلے سے کرلی تھی کہ ایک خانے میں شاعر کا نام اور دوسرے میں ایک رباعی نقل ہوسکے لیکن یہ اوراق خالی ہیں، البتہ بعد میں کسی نے ورق ۱۷۲الف پر جلی قلم سے ایک رباعی لکھ دی ہے۔ نسخے میں ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت معلوم نہیں ہے۔ خط بارہویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بیاض کل ۱۷۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ تقطیع ۲۲.۵x۱۳.۵ سینٹی میٹر اور فی صفحہ ۱۷ سطور ہیں۔ بیاض کی جلد پر کپڑا چڑھا ہوا ہے۔

یہ نسخہ برّصغیر سے کب ایران پہنچا؟ ہمارے پاس اس کا کوئی قطعی جواب نہیں ہے، لیکن نسخے کی جلد کی اندرونی طرف، جسے اصطلاح میں "بدرقہ" کہتے ہیں، کتاب خانۂ مجلس تہران کی جو تعارفی پرچی چسپاں ہے اسے دیکھ کر یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ نسخہ ایران کے اسلامی انقلاب (۱۱فروری ۱۹۷۹ء) سے پہلے اور محمد رضا شاہ پہلوی (حکومت ۱۹۴۱-۱۹۷۹ء) کے دور میں کتب خانے میں داخل ہوا تھا کیوں کہ پرچی پر کتب خانے کا پرانا نام "مجلس شورای ملی" لکھا ہے اور پہلوی حکومت کا سرکاری نشان (logo) تاج اور شیر و خورشید بھی چھپا ہوا ہے۔ انقلاب کے بعد کتب خانے کا نام 'ملی' سے 'اسلامی' ہو گیا اور اب ایران میں نہ صرف پہلوی دور کا سرکاری نشان ختم ہو چکا ہے بلکہ انقلاب کے ابتدائی دنوں کے بعد جن کتابوں پر یہ نشان چھپا تھا ان پر سیاہی پھیر دی گئی ہے یا خط بطلان کھینچ دیا گیا ہے۔ پہلوی دور میں مجلس شورای ملی کے کسی کتابدار نے اس تعارفی پرچی پر یہ دستی تحریر لکھی ہے: "جُنگ سراج الدین علی خان آرزو مشتمل بر منتخب دواوین: ناصر علی، رفیع باذل، شوکت، طاہر وحید، بیدل، پیام، صائب، حکیم، بینش، آفرین، امید، آرزو وغیرہ، ظ. خط سراج الدین علی خان آرزو"۔ (دیکھیے تصویر:۱) ظ سے مراد ظاہراً (بظاہر) ہے یعنی کتابدار کے خیال میں بظاہر یہ بیاض آرزو کے اپنے سواد خط میں ہے۔ کتاب خانۂ مجلس کے فہرست نگار جعفر حسینی اشکوری نے بھی کتاب پر چسپاں اس پرچی کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۶] میرا گمان ہے کہ اسی پرچی کی تحریر پر اعتماد

کرتے ہوئے فہرست میں اس کا اندراج آرزو کی تصنیف کے طور پر ہوا ہے اور فہرست نگار کی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہے۔

بیاض کے مندرجات

یہ بیاض جو بنیادی طور پر فارسی گو شعرا کے کلام کا انتخاب ہے، کاتب نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ورق ۱ تا ۱۶۵ طویل انتخابات ہیں جو زیادہ تر غزلیات، رباعیات، مثنویات پر مشتمل ہیں۔ ورق ۱۶۶ تا آخر انتخاب کی نوعیت مفرد اشعار اور رباعیات تک محدود ہے۔ دونوں حصوں میں بعض شاعروں کی تکرار بھی ہے۔ بیاض کے پہلے شاعر ناصر علی سرہندی کا کلام مع حالات زندگی درج ہوا ہے، بقیہ شعرا کا صرف کلام درج ہوا ہے۔ مجموعی طور پر اس بیاض میں ۸۸ معلوم شعرا کا کلام درج ہوا ہے۔ آخری اوراق میں جامی، محی الدین (شیخ عبدالقادر جیلانی) اور عبدالجلیل بلگرامی ناموں کا اندراج اوران کے اشعار بعد کا اضافہ معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے انھیں بھی شمار کیا ہے۔ کچھ صفحات پر "لاادری" کے تحت اشعار نقل ہوئے ہیں۔ اسے شمار نہیں کیا گیا۔ یہاں شعرا کی فہرست تخلص وار الفبائی ترتیب سے درج کی جاتی ہے۔ نام کے آگے بیاض کا ورق شمار ہے۔

آرزو، سراج الدین علی خان، ۱۴۵الف۔۱۶۵ب

آصف، آصف جاہ، ۱۱۰ب

آصف خان، ۹۰ب۔۱۹۱الف

آصف قمی، ۱۶۸ب

آصفی، ۱۶۸ب

آفرین، شاہ فقیر اللہ، ۶۵الف۔۶۷ب

ابایزید بسطامی، ۱۶۶الف

ابدال اصفہانی، ۱۶۸ب

ابراہیم، میر، ۱۶۸ب

ابوالحسن خرقانی، ۱۶۶الف

ابوسعید ابوالخیر، ۱۶۶الف

ابوالقاسم کرمانی، میرزا ۱۰۷الف (عنوان: رباعی یادگاری میرزا ابوالقاسم کرمانی)

ارسلان، ارسلان بیگ، ۱۶۸ب

اشرف، ملا محمد سعید،۱٦۸ب
اعجاز ایران،۱٦۸ب
اعجاز ہندی، محمد سعید،۱٦۸ب
[اکرم]، مولوی محمد اکرم،۱٦۸الف
امید، قزلباش خان،٦۷ب۔٦۷الف؛۱٦۷ب؛۱۷۰الف
امیر خراسانی،۱٦۸ب
انشا، فقیر اللہ،۱۷۰الف
انوری،۱٦۸ب
اوجی،۱٦٦ب
ایلی،۱٦۸ب
باذل، رفیع خان،۸ب۔۱۰الف؛۱٦۷الف
باقر،۱٦۹الف
بدیع الزمان،۱٦۹الف
بہاء الدین نقشبند،۱٦٦الف
بہائی، محسن،۱٦۹الف
بہشتی، ملا،۱٦۹الف؛۱٦۹ب
بے خبر،۱٦۷ب
بیدل،۲۵ب۔۷۴الف؛۱٦٦ب؛۱٦۸الف؛۱۷۱الف(اس ورق پر کلام بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)
بیگانہ،۱٦۹الف
بینش،٦۲الف۔٦۴ب؛۱۷۰الف
پیام، شرف الدین علی،۴۷الف۔۵۱ب
تاثیر، محمد محسن،۱۳۵الف۔۱۳۸ب
تجلی کاشی،۱٦۹الف
تجلی لاہیجی،۱٦۹ب

تسلیم، محمد ہاشم، ۱۶۹الف
تشبیہی، ۱۶۹ب
تقی اوحدی، ۱۶۹الف؛ ۱۶۹ب
تقی، آقا، ۱۶۹الف
تقی، مرزا، ۱۶۹ب
تنہا، مرزا محمد سعید حکیم، ۶۰ب۔۶۲الف
ثابت، محمد افضل، ۱۳۸ب۔۱۴۱الف
جامی، ۱۷۰ب (بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)
جودت، ایوب بیگ، ۹۵ب۔۹۶الف
جویا، داراب بیگ، ۹۱الف۔۹۵ب
حاکم، حاکم بیگ خان، ۱۶۸الف؛ ۱۷۰ب
حزین، شیخ محمد علی، ۱۰۴ب۔۱۰۹ب
حسام پدر آرزو، ۱۶۷الف، اسی کے نیچے تضمین کلیم
حشمت، محتشم علی خان، ۱۶۸الف؛ ۱۶۹ب
حضوری، گرُبخش، ۱۶۸الف
خوش، ۱۷۰الف؛ ۱۷۱ب
دانش، مرزا رضی، ۱۴۲الف۔۱۴۵الف
دیوانہ، صفی قلی بیگ، ۱۶۸الف
رسا، ۱۶۷ب
رفیع، حسن بیگ، ۹۶الف۔۱۰۳الف
رفیق، ۱۶۸الف
زین العابدین، ۱۶۹الف
ساطع، ۱۶۸الف؛ ۱۶۹الف
سالم، حاجی محمد اسلم، ۱۱۷الف۔۱۲۸الف

سخا، زاہد علی خان، ۱۱۰الف۔ ۱۱۲الف

سرخوش، محمد افضل، ۵۱ب؛ ۵۲الف۔ ۵۳ب؛ ۱۶۷ب

سلطان حسین، ۱۶۹ب

سلیم، محمد قلی، ۸۴ب۔ ۹۰ب

سیادت، میر جلال الدین، ۱۲۸الف۔ ۱۳۵الف

شوکت، ۱۰الف۔ ۱۷الف

صائب، مرزا محمد علی، ۵۱ب، ۵۴الف۔ ۵۸ب؛ ۱۷۰الف، مکرر

صیدی، میر، ۱۱۲الف

طالب، محمد طالب آملی، ۵۸ب۔ ۶۰ب

طاہر وحید، ۱۷الف۔ ۲۵ب؛ ۱۶۸الف

عبد الجلیل بلگرامی، ۱۷۰الف (بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)

عبد الصمد خان، ۱۶۷ب

عزلت، ۱۶۸الف

عظیم، خلف ناصر علی سرہندی، ۱۶۷الف

علاء الدین حسن، ۱۶۶ب

علی، ناصر علی سرہندی، ۱ب۔ ۸ب

غنی، ملا طاہر ۱۱۵الف۔ ۱۱۷الف؛ ۱۷۰ب (اس ورق پر کلام بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)

فارغ، شاہ فارغ سبزواری، ۱۱۵الف

فراق، ۱۶۷ب

فطرت، میر معز الدین، ۶۷الف۔ ۸۰الف؛ ۱۶۷ب

فغانی، بابا، ۱۱۴ب۔ ۱۱۵الف

فیضی، ۱۶۷ب

قدسی، ۱۶۸الف

گلشن، سعد اللہ، ۱۶۷ب

لا ادری (نامعلوم شاعر)، ۱۶۷ب؛ ۱۶۸الف؛ ۱۶۹ب؛ ۱۷۱الف (اس ورق پر کلام بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)

محمد سعید، مولوی، ۱۶۷الف

محی الدین رحمہ اللہ علیہ [شیخ عبد القادر جیلانی]، ۱۷۱الف (بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے)

مخمور، مرشد قلی خان، ۱۱۰الف

مظہر، میرزا، ۱۶۷الف

نصرت، دلاور خان، ۱۶۷الف

واضح، میرزا مبارک اللہ، ۸۰الف۔۸۴ب

والہ، علی قلی خان بہادر، ۱۰۳الف۔۱۰۴ب؛ ۱۶۷ب

کیا یہ آرزو کی (خود نوشت) بیاض ہے؟

کسی تصنیف یا مخطوطے کا ایک مصنف یا کاتب سے انتساب چند شواہد کی بنا پر ہوتا ہے۔ پہلی گواہی دیباچے، خاتمے اور ترقیمے سے ملتی ہے جہاں مصنف اور کاتب اپنا نام لکھتا ہے۔ افسوس کہ زیر نظر بیاض میں ایسی کوئی شہادت نہیں ہے۔ یہ بیاض کسی تمہید کے بغیر شروع ہو کر اسی طرح کسی خاتمے اور ترقیمے کے بغیر یک لخت ختم ہو جاتی ہے۔ دوسری گواہی مخطوطے کے اوّل و آخر میں قدیم یادداشتوں اور مہروں سے ملتی ہے۔ اس بیاض کے سرورق (ظہر) پر کچھ یادداشتیں اور ایک مہر تھی لیکن ان تحریروں اور مہر کو اس بے دردی سے سیاہ کر دیا گیا ہے کہ ایک لفظ بھی نہیں پڑھا جا سکتا۔ سرورق کے علاوہ پورے نسخے میں کوئی اور یادداشت یا مہر نظر نہیں آتی۔ تیسری شہادت، کسی کاتب کی کتابت کے دستیاب دیگر نمونوں کے ساتھ تقابل ہو سکتا ہے۔ اگر منسوب مخطوطہ کا خط، اسی کاتب کی کتابت کے مصدقہ نمونے کے عین مطابق ہو تو ہم کسی تحریر پر کاتب کے نام اور دستخط کی غیر موجودگی میں بھی اس کے کاتب کی تشخیص اور تائید کر سکتے ہیں۔

آرزو کے سواد خط میں نسخے

آرزو کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے یا ان کے سواد خط کے نمونے کم یاب ہیں۔ آرزو کثیر التصانیف تھے اور ظاہر ہے اپنی تصانیف کا پہلا مسودہ خود انھوں نے اپنے قلم اور ہاتھ سے تیار کیا ہو گا۔ لیکن بخط مصنف مسودے کم یاب ہیں۔ البتہ ان کی کچھ تصانیف کی نقلیں ایسے نسخوں سے تیار ہوئی ہیں جو بخط آرزو تھے یا آرزو کے ملاحظے سے

گذر چکے تھے اور ان پر آرزو کی اصلاحیں اور یادداشتیں تھیں۔ ایسے بخط آرزو نسخے خواہ آج دستیاب نہیں ہیں لیکن ان کی وفات کے کئی سال بعد تک موجود تھے۔ ان باتوں کا ہمیں ان نسخوں کے ترقیموں سے پتا چلتا ہے۔ جیسے:

۱۔ مجمع النفایس کا جو نسخہ قومی عجائب گھر کراچی (شمارہN.M.1967-244) میں ہے اس کے کاتب کا کہنا ہے:"نقل این کتاب از نسخۂ اصیل دستخطی سراج الدین علی خان آرزو رحمۃ اللہ علیہ بہ اتمام رسید۔"[۷] یہ نقل (نسخۂ کراچی) مجمع النفایس کی تصنیف کے کوئی بیس سال اور آرزو کی وفات کے سولہ سال بعد ۷ جمادی الثانی ۱۱۸۵ھ کو نسخۂ مصنف سے تیار ہوئی ہے۔

۲۔ قومی عجائب گھر کراچی میں عہد عالمگیری کے معروف مصنف عبدالواسع ہانسوی کی غرائب اللغات کا جو نسخہ (شمارہ N.M.1957-975/3) راقم السطور نے دیکھا ہے اس کے کاتب کا کہنا ہے:"از نسخہ [ای] کہ خان مرحوم سراج الدین علی خان آرزو ملاحظہ فرمودہ، حاشیۂ آن بہ دست خود نوشتہ و صحیح کردہ بود، نقل گرفتہ شد۔"[۸] یعنی یہ نقل ایسے نسخے سے تیار کی گئی ہے جو سراج الدین علی خان آرزو نے ملاحظہ کیا تھا، اس کی تصحیح کی تھی اور اس پر اپنے ہاتھ سے حاشیہ لکھا تھا۔ نسخۂ کراچی کے کاتب نے وہ تمام حواشی آرزو کے نام کی صراحت کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ کراچی کا نسخہ ۱۲۳۸ھ /۱۸۲۳ء کا کتابت شدہ ہے۔ یہی حواشی بعد میں غرائب اللغات کے محاکے نوادر الالفاظ کی صورت میں آرزو کی مستقل کتاب بن گئے۔

۳۔ آرزو کی تصنیف سراج اللغہ کا ایک قلمی نسخہ راقم السطور کے پاس ہے۔ کاتب دولت رام کایتھ اونایہ نے اسے ۲۶ ذوالقعدہ ۱۲۵۶ھ /۲۱ جنوری ۱۸۴۱ء کو شاہجہان آباد میں نقل کیا۔ کاتب نے خاتمۂ کتاب پر ایک یادداشت نقل کی ہے اور بتایا ہے:"این عبارت بر پشت منقول عنہ از دستخط خاص سراج الدین علی آرزو مرقوم بود۔" یعنی یہ یادداشت اس کے منقول عنہ پر بخط خاص آرزو لکھی تھی۔ منقول عنہ نسخہ کاتب کے ایک کرم فرما لالہ دھرم چند کے پاس تھا جس پر آرزو کی اصلاحیں بھی تھیں۔[۹]

۴۔ مجمع النفایس کا جو نسخۂ رضا لائبریری رام پور (شمارہ ۲۴۰۴ف) میں موجود ہے اس کے بارے میں کتب خانے کی ایک فہرست میں لکھا ہے کہ یہ عہد مصنف کا ہے اور اس کے اکثر صفحات بخط مصنف ہیں۔ "مولانا امتیاز علی عرشی (۱۹۰۴-۱۹۸۱ء) جو اس کتب خانے کے کتابدار، فہرست نویس اور ممتاز مخطوطہ شناس تھے انھوں نے اس نسخے کے ابتدا میں اپنا یہ نوٹ لکھا ہے:"ورق ۸۴ الف پر دو سطریں سراج الدین علی خان آرزو کے قلم سے لکھی ہوئی ہیں، عرشی"۔ چناں چہ مذکور ورق پر وہ دوسطری تحریر موجود ہے جس کے بارے میں

وہیں یہ وضاحت بھی ہے:"این دو سطر خط سراج الدین علی خان صاحب سلمہ"(دیکھیے تصویر:۵)۔وہ دوسطریں یہ ہیں:

مولانا زکی از همدانست، بسیار خوش زبان و معنی تلاش است۔
احوال او مشروحاً در تذکرہ ها مسطور است۔بسیار بمزہ حرف می
زند۔ ازین جہت اشعار بسیار او بہ انتخاب درآمد۔[11]

یہاں یہ ذکر دل چسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مجمع النفایس کے دیگر مخطوطات جیسے نسخۂ خدا بخش پٹنا (شمارہ ۳۹۴۳)اور مطبوعہ نسخے میں زکی ہمدانی کے دو سطری حالات، نسخۂ رام پور کی دو سطری تحریر سے مختلف ہیں اور دونوں تحریروں میں صرف ایک جملہ "بسیار بمزہ حرف می زند" مشترک ہے (دیکھیے تصویر:۶)۔[12] مولانا عرشی نے مجمع النفایس نسخۂ رام پور پر ایک مستقل تعارفی مقالہ بھی لکھا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ نسخہ، مجمع النفایس کی پہلی جلد ہے اوراس کی ترتیب حروف تہجی پر نہیں ہے اس لیے بجا طور پر اسے مسودہ کہا جاسکتا ہے۔اس مقالے میں بھی عرشی صاحب نے ایک مقام پر آرزو کی خود نوشت تحریر کی طرف اشارہ کیا ہے۔[13] ایرانی محقق سید محمد راستگو نے اس نسخے کے بارے میں یہ احتمال ظاہر کیا ہے کہ یہ آرزو کی وہی بیاض ہو سکتی ہے جس کو بعد میں تذکرہ بنایا گیا (دیکھیے:حاشیہ ۲)۔ لیکن یہ احتمال اس لیے درست معلوم نہیں ہوتا کہ آرزو نے صاف طور پر لکھا ہے کہ پہلے انھوں نے بیاض تیار کی جو صرف انتخاب دواوین تھا اور بعد میں حالات کا اضافہ کیا اور تذکرہ بنایا۔ رام پور کا نسخہ تذکرہ ہے بیاض نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مجمع النفایس کے دستیاب دیگر قلمی نسخوں اور رام پور کے نسخے میں بہت اختلاف ہے اور مضامین کی کمی بیشی ہے۔اگر بقول راستگو، نسخۂ رام پور وہی بیاض بخط آرزو ہے تو اس میں صرف ایک مقام پر ہی اس تصریح کی کیا ضرورت تھی کہ یہ دوسطریں بخط آرزو ہیں؟

۵۔ آرزو کی تصنیف مثمر (۱۱۶۴-۱۱۶۸ھ) کا جو نسخۂ رضا لائبریری رام پور (شمارہ ۲۵۲۰) میں موجود ہے، ۲۱۴ صفحات پر مشتمل تھا لیکن اب ابتدا سے ۳۴ ورق مفقود ہیں، اس پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت تو نہیں ہے لیکن کتب خانے کی فہرست میں اسے بخط مولف بتایا گیا ہے اور مثمر کے ایرانی مرتّب سید محمد راستگو کا بھی کہنا ہے کہ یہ مثمر کا مسودہ بخط آرزو ہے۔ راستگو کے نزدیک اس کا بخط آرزو ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ ایک دو جگہ حاشیے پر یہ عبارت ملتی ہے:"این را تحقیق کردہ باید نوشت۔" یعنی اسے تحقیق کرکے لکھنا ہوگا۔ یہ مسودہ شکستہ مائل نستعلیق میں بہت بدخط اور کاٹ چھانٹ سے بھرا ہوا ہے۔ قلم گھسیٹ گھسیٹ کر لکھا گیا ہے اور نقطے ڈالنے کا تکلف کم ہی کیا گیا ہے (دیکھیے تصویر:۷)۔ راستگو اس بدخطی کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ آرزو کی زندگی کے آخری کاموں میں سے ایک ہے اور ان کے ہاتھ میں رعشہ آچکا ہوگا۔[14]

۶۔ راے ٹیک چند بہار نے اپنی فرہنگ بہار عجم کا مسودہ آرزو کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجا تھا۔ آرزو نے اس پر اپنی آرا لکھیں۔ یہ مسودہ بخط مصنف مع حواشی بخط آرزو انیسویں صدی کے اوائل میں ایک ادبی شخصیت عنبر شاہ خان عنبر کی تحویل میں تھا جس سے ایک کاتب محمد کبیر متخلص بہ کبیر نے ۲۶ شوال ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء کو نقل تیار کی اور حاشیے پر آرزو کے حواشی کو بھی نقل کیا۔ کبیر کا لکھا ہوا یہ نسخہ ڈھاکا یونی ورسٹی لائبریری (شمارہ DU314) میں محفوظ ہے۔[۱۵]

۷۔ بندرابن داس خوشگو نے اپنے سفینہ (عرصہ تصنیف ۱۱۳۷ - ۱۱۴۷ھ / ۱۷۲۵-۱۷۳۵ء) کا مسودہ آرزو کے پاس بھیجا تھا۔ آرزو نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کے حاشیے پر اپنی آرا اور حالات بقلم خود لکھ کر خوشگو کو بھیجے۔ خوشگو نے وہ حالات اور حواشی بخط آرزو سفینہ میں داخل کیے۔ اس کے بعد بھی خوشگو کے سفینہ کا مسودہ کئی بار آرزو کی نظر سے گذرا اور ہر بار آرزو نے اس پر کچھ نہ کچھ حواشی اور اشعار کا اضافہ کیا۔ خوشگو نے وہ تمام حواشی بھی سفینہ میں داخل کیے۔[۱۶]

آرزو کا ایک قلمی دیوان / کلیات، جو رضا لائبریری رام پور (شمارہ ۳۷۰۲) میں ہے، اس بارے میں کتب خانے کی فہرست میں "نسخۂ مولف" کہا گیا ہے۔[۱۷] دیوان آرزو بجواب دیوان بابا فغانی کے مرتب نورالاسلام صدیقی نے بھی اسے "نسخۂ مولف" لکھا ہے اور اس نسخے کے پہلے اور آخری صفحے کی تصویر شائع کی ہے (دیکھیے تصویر: ۸)۔[۱۸] یہ نسخہ کلیاتِ آرزو ہے اور اس میں آرزو کے دیگر دواوین بھی ہیں۔ دیوان آرزو بجواب بابا فغانی کے اختتام پر یہ عبارت کاتب کے نام کے بغیر موجود ہے: "تا اینجا جواب دیوان فغانی تمام شد. ۱۲ شہر رجب ۱۱۶۷."۔ چوں کہ یہ تاریخ آرزو کے حین حیات کی ہے شاید اس لیے اسے "نسخۂ مولف" یعنی مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ کہا گیا ہے۔ راقم السطور کے خیال میں یہ اس دیوان کی تاریخ تصنیف ہے۔ آرزو مجمع النفایس میں بابا فغانی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ ان دنوں (۱۱۶۴ھ)، وہ دیوان فغانی کا جواب لکھ رہے ہیں۔ تین چار ماہ میں ساٹھ غزلیں کہہ لی ہیں اور اگر عمر نے وفا کی تو اور غزلیں بھی کہی جائیں گی۔[۱۹] آرزو جب دیوان بابافغانی کا جواب لکھ چکے تو اس پر ایک مختصر دیباچہ لکھا۔ جس میں انھوں نے بتایا ہے کہ وہ گذشتہ چار سال سے دیوان بابا فغانی کا جواب لکھنے میں مصروف تھے، اب یہ مکمل ہوا ہے۔[۲۰] مجمع النفایس کی تصنیف کے سال ۱۱۶۴ھ اور دیوان آرزو بجواب دیوان بابا فغانی کی تکمیل کے سال ۱۱۶۷ھ میں چار سال کا ہی فاصلہ ہے۔ لہٰذا یہ اس کی تاریخ تکمیل ہے تاریخ کتابت نہیں ہے۔ اس مقام پر آرزو کا دستخط بھی نہیں ہے۔ اگر کلیات آرزو نسخۂ رام پور میں کسی اور جگہ پر آرزو کا دستخط بصراحت ہو تو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیوں کہ پورا نسخہ میرے سامنے نہیں ہے۔ ایرانی

محقق سعید شفیعیون کو نورالاسلام صدیقی کا یہ دعویٰ کہ نسخۂ رام پور مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، قبول کرنے میں اس لیے تامل اور تذبذب ہے کہ خود صدیقی صاحب کا مرتبہ اور شائع کردہ دیوان آرزو بجواب دیوان بابا فغانی اسی نسخۂ رام پور پر مبنی ہے اور اس میں عجیب و غریب غلطیاں ہیں۔[۲۱] شفیعیون صاحب دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کیا آرزو اتنے ہی غلط نویس تھے! واقعہ یہ ہے کہ نسخۂ رام پور تو صحیح ہے لیکن اس دیوان کے مرتّب اور مدوّن ڈاکٹر نورالاسلام صدیقی کو پڑھنے میں تسامحات ہوئے ہیں۔ صدیقی صاحب نے نسخہ رام پور کے جن دو صفحات کا عکس شائع کیا ہے راقم السطور نے اسے صدیقی صاحب کی قرائت کے ساتھ ملا کر پڑھا تو یہ عقدہ کھلا کہ نہ صرف قرأت غلط ہے بلکہ کچھ الفاظ چھوڑ بھی دیئے ہیں۔ مثلاً دیوان کے نثری دیباچے میں تین مقامات پر اشعار آئے ہیں، اصل نسخے میں ان اشعار سے پہلے "لمولفہ" کی قید موجود ہے لیکن مرتب نے "لمولفہ" نہیں لکھا۔ اسی طرح لفظ نعت کو نعمت، خرفا کو خرقا اور بہ اتمام کو تمام پڑھا ہے۔ آخری غزل میں لفظ افروزی کو افزودی لکھا ہے۔

مخطوطات کی فہارس کا جائزہ لینے کے بعد بخط آرزو نسخوں کی تلاش کی جاسکتی ہے لیکن یہ اس کا محل نہیں ہے اور ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

مجمع النفایس نسخۂ رام پور کی دوسطری تحریر کو اس کے کاتب نے بخط آرزو قرار دیا ہے اور ساتھ "سلمہ" بھی لکھا ہے، ہم اس اطلاع کو درست مانتے ہیں۔ یہ دو سطریں تقریباً خط شکستہ میں ہیں (دیکھیے تصویر: ۵) جب کہ ہمارے پیش نظر بیاض کا خط صاف نستعلیق ہے (دیکھیے تصویر: ۲، ۳، ۴)، اس لیے ان کا آپس میں کوئی تقابل نہیں ہے۔ دیوان آرزو بجواب بابا فغانی نسخۂ رام پور خفی نستعلیق میں ہے اور اس کا طرز تحریر، بیاض نسخۂ مجلس سے مختلف ہے۔

بیاض (نسخۂ مجلس) آرزو کی تصنیف یا بخط آرزو کیوں ہو؟

بیاض (نسخۂ مجلس) میں چھے مقامات پر آرزو کا نام آیا ہے:

۱۔ پہلی بار ناصر علی سرہندی کے حالات میں ان کے بیٹے میاں علی عظیم کی نسبت یہ جملہ آیا ہے: "با فقیر آرزو از مدّت چہل سال آشنا و مہربان احوال است۔" (ورق ۲ الف، ب)۔ اس بیاض میں مندرج ناصر علی سرہندی کے حالات لفظ بہ لفظ وہی ہیں جو آرزو نے مجمع النفایس میں درج کیے ہیں۔[۲۲]

۲۔ دوسری بار بیاض کے ورق ۱۴۵ الف پر سرخی کے طور پر "سراج الدین علی خان آرزو" لکھا ہے اور اس کے نیچے ان کی غزلیات کا ایک انتخاب شروع ہوتا ہے جو ورق ۱۶۳ ب تک پھیلا ہوا ہے۔

۳۔ غزلیات کے انتخاب کے بعد ورق ۱۶۳ب پر ''اشعار متفرق آرزو'' کی سرخی ہے۔ اس کے نیچے آرزو کے مفرد اشعار ہیں اور ورق ۱۶۵الف پر ختم ہوتے ہیں۔

۴۔ ورق ۱۶۵الف پر ''رباعیات آرزو'' کی سرخی کے تحت رباعیات شروع ہوتی ہیں اور ورق ۱۶۵ب پر ختم ہوتی ہیں۔

۵۔ ورق ۱۶۵ب پر ایک سرخی ''حکایت تمثیلی از مثنوی محمود و ایاز فقیر آرزو کہ مسمّاست بہ شور عشق'' ہے اور آٹھ اشعار لکھے ہیں۔

۶۔ ورق ۱۶۵ب پر آخری سرخی ''رباعی آرزو'' کے تحت صرف ایک رباعی درج ہوئی ہے اور اسی ورق پر آرزو کے کلام کے انتخاب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

چوں کہ اس بیاض کے دوسرے ہی ورق پر ناصر علی سرہندی کے حالات میں لفظ ''فقیر آرزو'' آیا ہے اور ورق ۱۶۵ب پر اس کی تکرار ہوئی ہے، بادی النظر میں اس سے یہی نتیجہ نکالا جائے گا کہ یہ آرزو کی بیاض ہے۔ اسی لفظ ''فقیر آرزو'' نے کتب خانۂ مجلس کے کتابدار اور فہرست نگار کو مغالطے میں ڈال دیا اور ان دونوں نے اسے ''جُنگ سراج الدین علی خان آرزو''، بخط آرزو قرار دیا ہے۔

ماحصل بحث

اس صورت حال میں دو نتیجے اخذ کیے جا سکتے ہیں:

ایک یہ کہ کتاب خانۂ مجلس کا نسخہ وہی بیاض ہو سکتا ہے جو آرزو نے تذکرۂ مجمع النفایس تصنیف کرنے سے پہلے تیار کیا تھا اور اس میں ایک سو شعرا کے کلام کا انتخاب تھا۔ نسخۂ مجلس میں شعرا کی تعداد ۸۸ شمار کی گئی ہے، لیکن اسے عام زبان میں سو کے لگ بھگ کہا جا سکتا ہے۔ نسخۂ مجلس میں درج کلام وہی ہے جو مجمع النفایس میں متعلقہ شعرا کے ضمن میں درج ہوا ہے۔ راقم السطور نے برسبیل امتحان اس بیاض میں مندرج کچھ شاعروں: ناصر علی سرہندی، رفیع خاں باذل، میرزا عبدالقادر بیدل، محمد افضل سرخوش، محمد علی حزین، شرف الدین پیام اور سراج الدین علی خان آرزو کا کلام مجمع النفایس سے ملا کر دیکھا ہے، ایک جیسا ہے۔ البتہ کہیں کہیں ایک آدھ شعر کی کمی وبیشی یا تقدیم و تاخیر ہے۔ اگرچہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ نسخۂ مجلس میں ایسی کوئی داخلی شہادت موجود نہیں کہ یہ بخط آرزو ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے کاتب نے مجمع النفایس کو سامنے رکھ کر چند شعرا کا کلام منتخب اور نقل کیا ہے۔ مجھے اپنا یہ قیاس، قرین صواب لگتا ہے۔ کیوں کہ آرزو نے جو بیاض تیار کی تھی اس میں صرف

انتخاب کلام تھا، حالات نہیں تھے، جب کہ نسخۂ مجلس میں ناصر علی سرہندی کے حالات بھی ہیں جو ظاہر ہے بیاض کی تسوید کے بعد، مجمع النفایس کی تصنیف کے وقت لکھے گئے تھے۔[۲۳]

ایک سوال یہ بھی ہے کہ آرزو کے دوست نے انھیں ایک ضخیم سادہ بیاض لاکر دی تھی۔ نسخۂ مجلس ۱۷۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ کیا اسے ہم ضخیم کہہ سکتے ہیں؟

بیاض (نسخۂ مجلس) بخط آرزو اس لیے بھی نہیں ہو سکتی کہ اس میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں۔ جیسے ایک مصرع "بتی می گفت روزی بابر ہمن" کو "بیتی می گفت روزی بابر ہمن" لکھا ہے (ورق ۲ الف)۔ لفظ "مثنوی" کو ایک ہی صفحے پر دوبار "مسنوی" کتابت کیا ہے (ایضاً)۔ آرزو کے اپنے انتخاب کلام میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں۔ آرزو کا ایک شعر اس طرح نقل ہوا ہے:

دل کہ بت خانۂ ادیان و ملال سوختہ است
چہ توان کرد نیاموختن آموختہ است
(ورق ۱۵۱ب)

جب کہ مجمع النفایس کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں اس کی درست صورت یہ ہے:

دل کہ بت خانۂ ادیان و ملل سوختہ است
چہ توان کرد نیاموختن آموختہ است[۲۴]

آرزو کی مثنوی محمود و ایاز کا ایک شعر بیاض میں اس طرح نقل ہوا ہے:

چہ مصر است این کہ رود و مو فروشند
ز یوسف بہتری ہر سو فروشند
(ورق ۱۶۵ب)

جب کہ اس شعر کی درست صورت یہ ہے:

چہ مصر است این کہ رو و مو فروشند
ز یوسف بہتری ہر سو فروشند[۲۵]

آرزو جیسے فاضل شخص سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ دیگر غلطیوں کے علاوہ اپنے ہی اشعار غلط کتابت کرتے۔ الاّ یہ کہ نسیان یا بڑھاپے کے باعث لغزش قلم ہوئی ہو۔

حوالہ جات:

۱۔ آرزو، مجمع النفایس، مطبوعہ، ج ۱، ص ۴۳-۴۴

۲۔ ڈاکٹر ریحانہ خاتون کی کتاب احوال و آثار سراج الدین علی خان آرزو، مطبوعہ دہلی، ۱۹۸۷ء میں آرزو کی تصانیف کے ذیل میں ایسا کوئی نام نہیں ہے۔ البتہ سید محمد راستگو نے مثمر، مطبوعہ تہران، ۲۰۲۰ء کے مقدمہ میں آرزو کی تصانیف کے باب میں اُن کی اکیس تصانیف گنوانے کے بعد، بائیسویں شمار پر بیاض آرزو کا عنوان دیا ہے اور مجمع النفایس کے نسخۂ رام پور کو اس کا مصداق قرار دیا ہے (صفحہ ہفتاد ونہ)۔

۳۔ دُلارے لعل، ورق ا الف-ا ب؛ نسخے میں کاتب یا مصنف نے نام کا املا دولارے لعل لکھا ہے۔ منقولہ اقتباس میں الفاظ "مسودہ سراج وہاج" سے بادی النظر خیال آتا ہے کہ مصنف آرزو کی تصنیف **سراج وہاج** کے مسودے کی بات کر رہا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ مصنف نے نام "سراج الدین" کی رعایت سے آرزو کے لیے نہ صرف یہ توصیفی کلمات یا لقب استعمال کیا ہے بلکہ اس نام اور تخلص "آرزو" کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسی وزن پر دوسرا لقب "مشکلوت گفت وگو" بھی استعمال کیا ہے۔ کنز الفوايد، فارسی قواعد زبان پر ہے جب کہ آرزو کی تصنیف سراج وہاج حافظ شیرازی کے ایک شعر کی شرح ہے۔

۴۔ ایضاً، ورق ا ب

۵۔ اشکوری، ج ۲۸، ص ۱۷۱

۶۔ ایضاً

۷۔ آرزو، مجمع النفایس، مطبوعہ، ج ۳، ص ۱۸۹۰

۸۔ نوشاہی، پنجاب میں فارسی ادب، ص ۱۲۳

۹۔ نوشاہی، ترقیمہ نمونہ، ص ۱۰۷

۱۰۔ خواجہ پیری، ج ۲، ص ۶

۱۱۔ آرزو، مجمع النفایس، قلمی رام پور، ورق ۸۴ الف

۱۲۔ آرزو، مجمع النفایس، مطبوعہ، ج ۱، ص ۷۰۴؛ قلمی، خدا بخش، ورق ۱۸۵ ب

۱۳۔ عرشی، ص ۶

۱۴۔ راستگو، مقدمہ ۲۲، ۳۲، ۳۳، ۱۰۳-۱۰۵؛ خواجہ پیری، ج ۲، ص ۷۵

۱۵۔ حبیب اللہ، ج ۱، ص ۲۰۰-۲۰۱

۱۶۔ خوشگو، دفتر ۳، ص ۳۱۲-۳۳۱

۱۷۔ خواجہ پیری، ج ۲، ص ۳۴۵

۱۸۔ صدیقی، ۲۷، ۳۲، ۳۳

۱۹۔ آرزو، مجمع النفایس، مطبوعہ، ج ۲، ص ۱۱۹۳

۲۰۔ آرزو، دیوان، ص ۲

۲۱۔ شفیعیون، ص ۹۵

۲۲۔ آرزو مجمع النفایس، مطبوعہ، ج ۲، ص ۱۱۰۸-۱۱۱۰

۲۳۔ مجمع النفایس کی تصنیف کے بعد دوسرے لوگوں نے اس کی چند تلخیصات تیار کی ہیں جن کا ذکر راقم السطور نے "بزم آرزو" کے مقدمے میں کیا ہے۔ بزم آرزو، مجمع النفایس کی وہ تلخیص ہے جس میں ایسے شعرا کو لیا گیا ہے جن کے ساتھ آرزو کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ اسے راقم السطور نے تیار کیا ہے اور مقالات عارف، جلد دوم، شائع کردہ موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۲۰۰۷ء، ص ۲۱۴-۲۹۷ میں شامل ہے۔

۲۴۔ آرزو، مجمع النفایس، قلمی خدا بخش، ورق ۶۰ الف؛ مطبوعہ، ج ۱، ص ۱۹۸

۲۵۔ آرزو، مجمع، قلمی خدا بخش، ورق ۶۸ الف؛ مطبوعہ، ج ۱، ص ۲۱۵

مآخذ

آرزو، سراج الدین علی خان (منسوب)، **جُنگ**، قلمی، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی (سابقہ نام: مجلس شورای ملی)، تہران، شمارہ ۸۵۷۰۰

آرزو، سراج الدین علی خان، **مجمع النفایس**، قلمی، رضالائبریری، رام پور، شمارہ ۲۴۰۴ف

آرزو، سراج الدین علی خان، **مجمع النفایس**، قلمی، خدا بخش لائبریری، پٹنا، شمارہ ۳۹۴۳

آرزو، سراج الدین علی خان، تذکرۂ مجمع النفایس، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، جلد اول: بہ کوشش زیب النساء علی خان (سلطان علی)، ۲۰۰۴ء؛ جلد دوم: بہ کوشش مہر نور محمد خان باہمکاری زیب النساء علی خان؛ جلد سوم: بہ کوشش محمد سرفراز ظفر، ۲۰۰۶ء

اشکوری، سید جعفر حسینی، **فہرست نسخہ ہای خطی کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی**، کتاب خانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۳۸۸ شمسی (۲۰۰۹ء)

حبیب اللہ:

Habibullah, A.B.M: *Descriptive Catalogue of the Persian, Urdu & Arabic Manuscripts in the Dacca University Library*, Dacca, Vol. I, 1966

خواجہ پیری، مہدی و وقار الحسن صدیقی، **فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ رضا رام پور**، ناشر کتابخانۂ رضا، رام پور، ۱۹۹۷ء

خوشگو، بندرابن داس، سفینۂ خوشگو، دفتر ثالث، مرتبہ شاہ عطاء الرحمان کاکوی، ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی، پٹنہ، مارچ ۱۹۵۹ء

دُلارے لعل، **کنز الفواید**، قلمی، اس نسخے کا عکس حسب ذیل لنک پر دستیاب ہے وہیں سے استفادہ کیا گیا ہے:

https://archive.org/details/McGillLibrary-rbsc_ms-bw-ivanow-0122-17810/page/n8/mode/2up

یہ نسخہ ایوانف نے ۱۹۲۶ء میں لکھنو سے خریدا تھا اور اب مک گیل یونی ورسٹی لائبریری، ٹورنٹو میں موجود ہے۔ مزید تفصیلات مذکورہ لنک میں موجود ہیں۔

راستگو، سید محمد، (مقدمہ نویس و مصحح)، **مثمر**، تالیف سراج الدین علی خان آرزو، میراث مکتوب، تہران، ۲۰۲۰ء

شفیعیون، سعید، "پژوہشی نو در احوال و آثار سراج الدین علی خان آرزو"، مجلہ **بوستان ادب**، شیراز، دورہ ۲، شمارہ ۲، شمارہ مسلسل ۵۸، تابستان ۱۳۸۹ش (۲۰۱۰ء) [اب اس مجلے کا نام بدل کر "شعر پژوہی" رکھ دیا گیا ہے]

صدیقی، نور الاسلام (مرتب)، **دیوان سراج الدین علی خان آرزو بجواب دیوان بابا فغانی شیرازی**، شاد پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۰۷ء

عرشی، امتیاز علی، "خان آرزو کا تذکرہ مجمع النفایس"، سہ ماہی **اردو**، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، جلد ۵۵، شمارہ ۲، اپریل تا جون ۱۹۷۹ء، ص ۵-۱۱

نوشاہی، عارف، **پنجاب میں فارسی ادب**، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۱۸ء

نوشاہی، عارف، "ترقیمہ نمونہ"، مجلہ نامۂ بہارستان، تہران، سال سوم، شمارہ اول، مسلسل شمارہ ۵، ۱۳۸۱ش / ۲۰۰۲ء

تصاویر

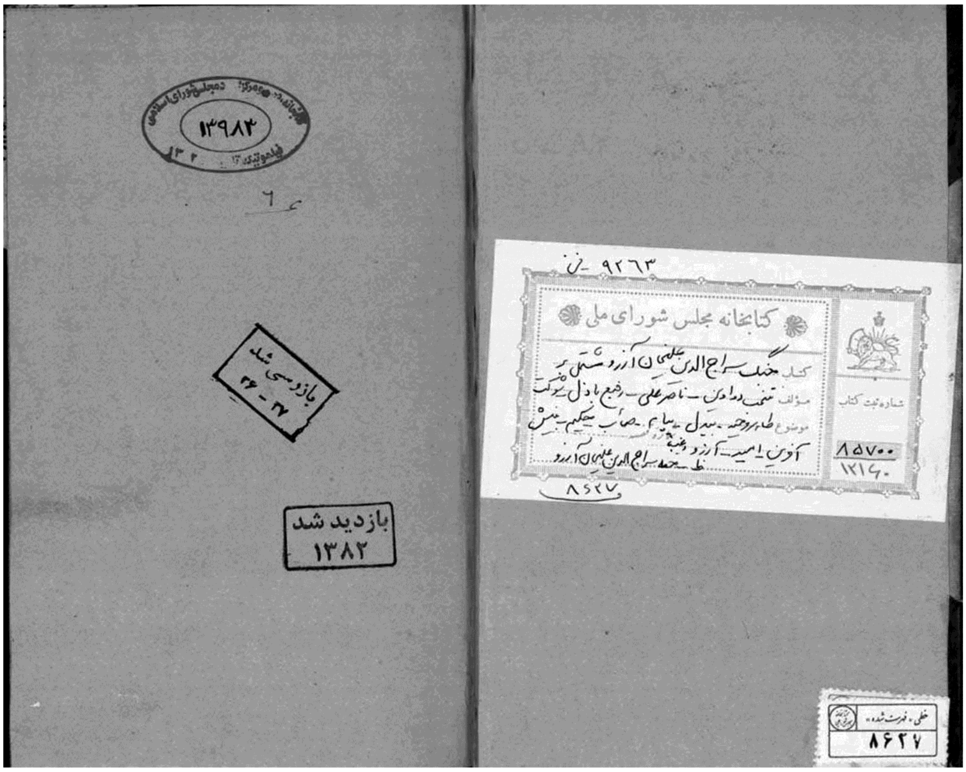

ا۔بیاض منسوب بہ سراج الدین علی خان، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، تہران، شمارہ ۸۵۷۰۰

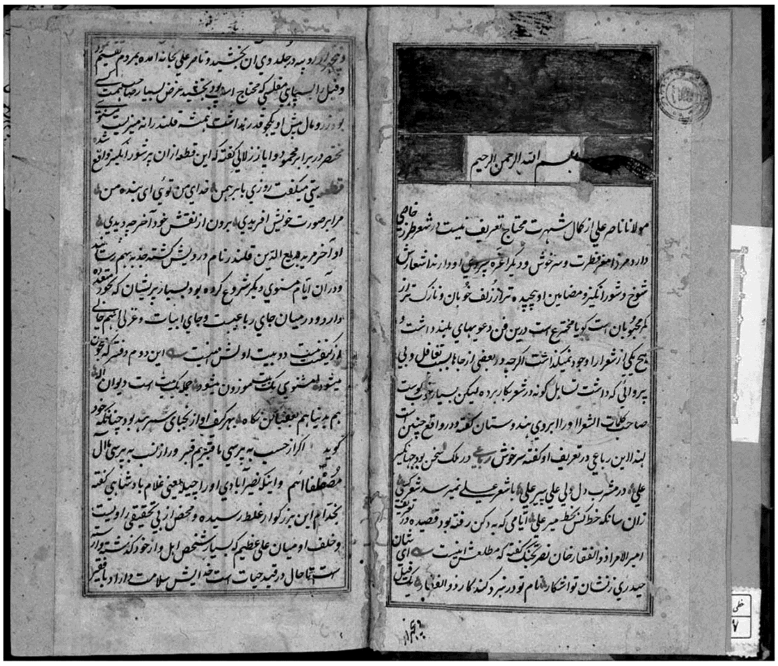

۲۔ بیاض منسوب بہ سراج الدین علی خان، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، تہران، شمارہ ۸۵۷۰۰

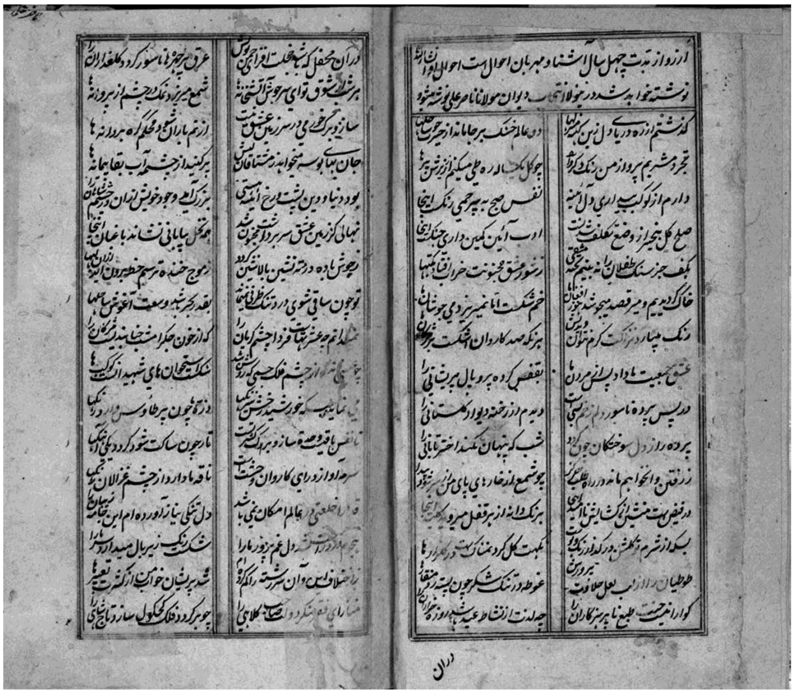

۳۔ بیاض منسوب بہ سراج الدین علی خان، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، تہران، شمارہ ۸۵۷۰۰

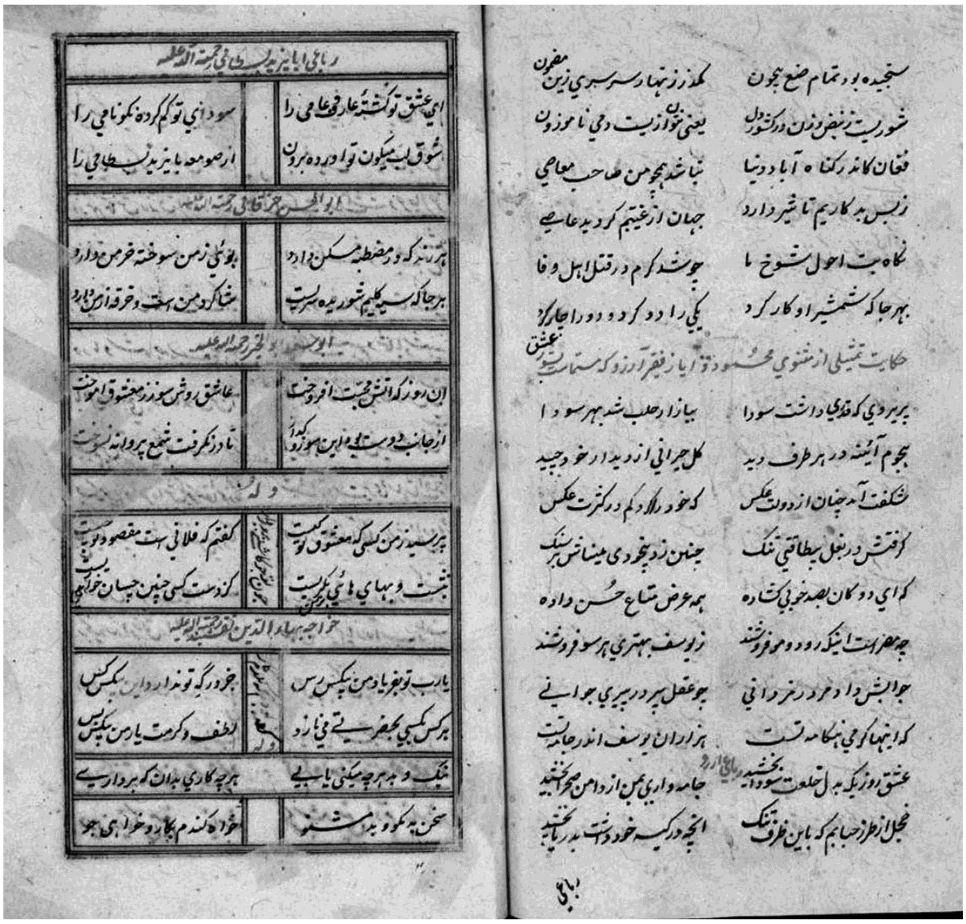

۴۔ بیاض منسوب بہ سراج الدین علی خان، کتاب خانہ مجلس شورای اسلامی، تہران، شمارہ ۸۵۷۰۰

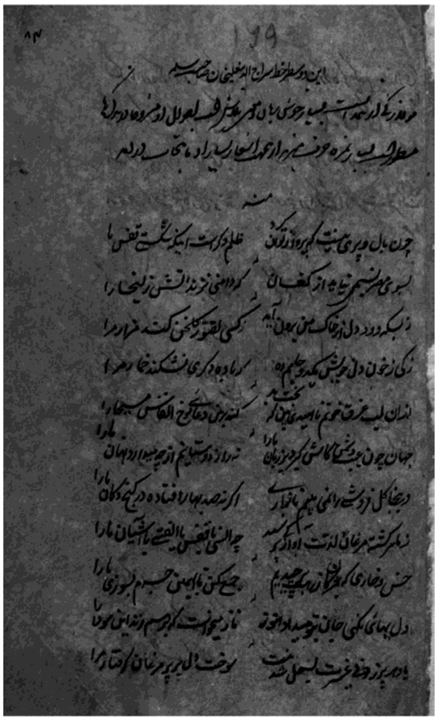

۵۔دوسطر بخط آرزو،مجمع النفایس، نسخہ رضالائبریری، رام پور، شمارہ ۲۴۰۴

۶۔احوال زکی ہمدانی،مجمع النفایس، خدابخش لائبریری، پٹنا، شمارہ ۳۹۴۳

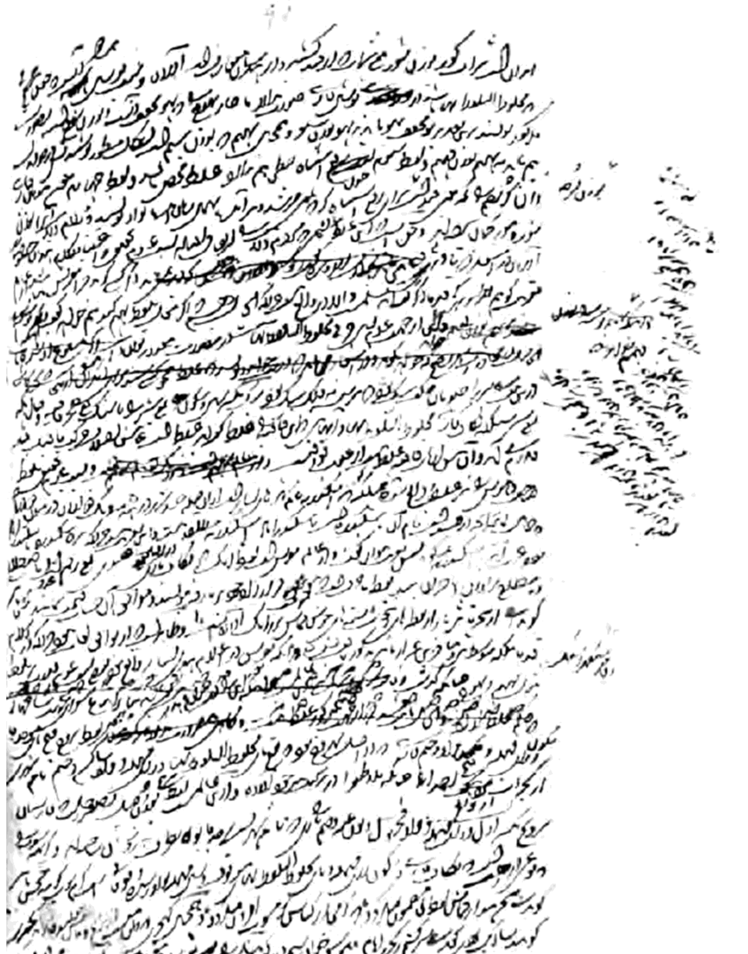

۷۔ مسودہ مثمر، نسخہ رضا لائبریری، رام پور، جس کے بارے میں گمان ہے کہ بخط آرزو ہے

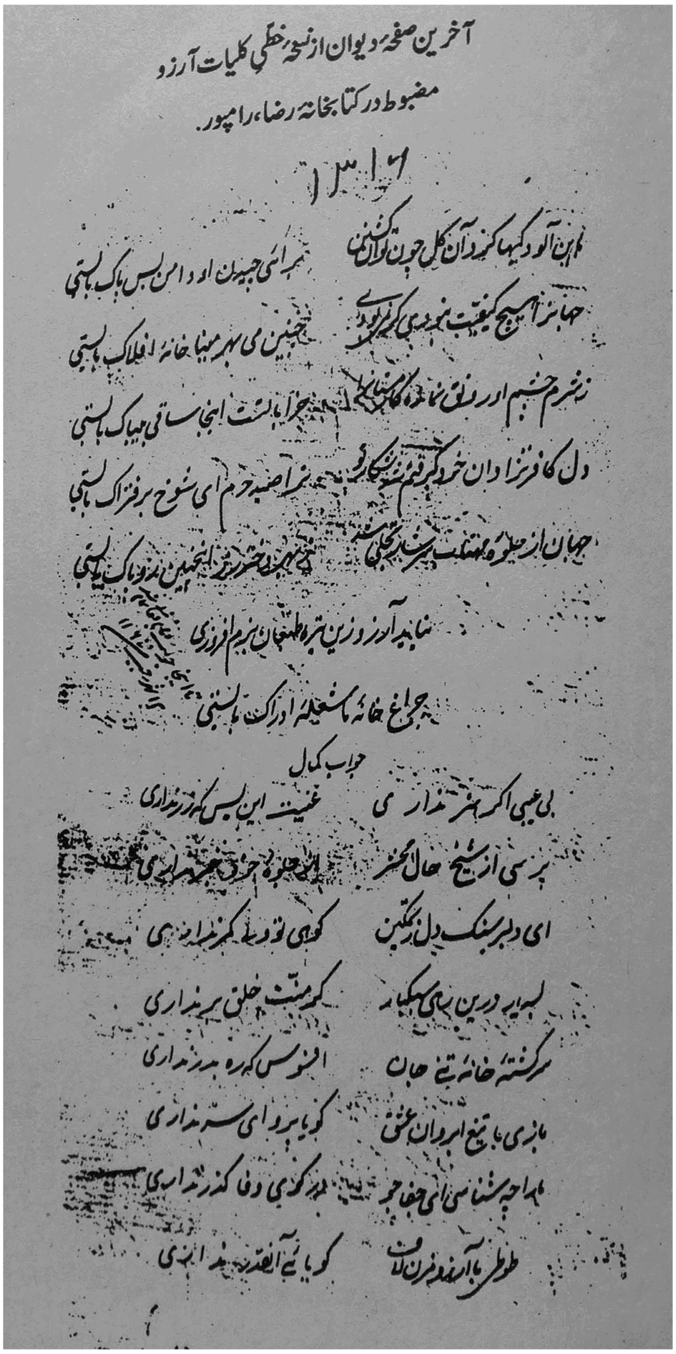
آخرین صفحهٔ دیوان از نسخهٔ خطی کلیات آرزو
مضبوط در کتابخانهٔ رضا، رامپور.

۸۔اختتام دیوان آرزو بجواب بابافغانی، رضالائبریری، رام پور، شمارہ ۳۷۰۲

Abstract

This article critically examines the rare Persian manuscript copy of the Bayāz/jung, historically attributed to Sirajuddin Ali Khan Arezo (1687-1756), preserved in the Islamic Consultative Assembly Library, Tehran(: Majles-e Showrā-ye Eslāmī) Tehran. Arriving at a conclusion based on credible evidence, the article writer expresses his unwillingness to accept it as work of Arezo as it has many typographical errors and discrepancies which the poet and prose writer like Arezo was not supposed to do. Upon sharing his understanding, the article writer mentioned that by Arezo prepared the Bayāz/jung before his work Tazkira-e Majmaun Nafais but Tehran manuscript is not same Bayaz.May be the scriber prepared this Bayaz based on Majmaun Nafais. The biographers of Arezo have little discussed about this Bayaz. The article has nothing to say how it went to Iran from the Subcontinent but it highlighted things to share that this 71-page manuscript was handwritten in the Subcontinent to include the works of 88 poets.

Keywords: Tazkira-e-Majmaun Nafais, Bayāz/jung, Sirajuddin Ali Khan Arezo, Persian literature.